إعداد

عبدالهادی عبدالخالق مدنی

کاشانۂ خلیق، اٹوابازار، سدھارتھ نگر، یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر سعودی عرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدِّمَۃ

اس زندگی میں ہر انسان کو ایسے معاملات درپیش ہوتے ہیں جن کا نتیجہ مجہول ہوتا ہے۔ اسے ایسے اقدامات کرنے پڑتے ہیں جن کا انجام نامعلوم ہوتا ہے۔ خیر کس میں ہے اور شر کس میں؟۔۔۔نفع کس میں ہے اور ضرر کس میں؟۔۔ اسے کوئی واقفیت نہیں ہوتی۔

کیا وہ اس کام کے لئے قدم بڑھائے یا نہیں؟۔۔۔اپنی شادی کے لئے وہ اِس لڑکی کو منتخب کرے یا اُس لڑکی کو؟۔۔۔تجارت میں اِس آدمی کے ساتھ شریک ہو یا اُس کے؟۔۔۔اپنی بیوی کو طلاق دے یا نہ دے؟۔۔۔اِس اسکول اور کالج میں پڑھے یا اُس میں؟۔۔۔۔سائنس اختیار کرے یا کامرس؟۔۔۔۔ سفر کرے یا نہ کرے؟۔۔۔۔کیا کرے کیا نہ کرے؟۔۔۔بھلائی کس میں ہے؟ ۔۔۔آدمی چھوٹے بڑے، عالم و جاہل اور اپنے و بیگانے سب سے پوچھتا ہے۔

شاید کہیں سے کوئی رہنمائی مل جائے۔ شاید کوئی صحیح بات بتلا دے جو دل کو لگ جائے اور ذہن کو مطمئن کر دے۔

انجام سے بے خبری کی بنا پر انسان حیرت ورنج کا شکار، ذہنی کشمکش اور قلبی اضطراب سے دوچار اور خوف واندیشوں کے درمیان گھرا ہوتا ہے۔ اسی پس وپیش اور تردد کے علاج نیز اسی مشکل کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ نے استخارہ مشروع فرمایا ہے تاکہ تردد ثبات میں، شک یقین میں اور اضطراب اطمینان میں بدل جائے۔

کیونکہ ایک بندہ استخارہ کے ذریعہ اپنے اس رب سے خیر کا طلب گار ہوتا ہے جو ظاہر وباطن سب کچھ جانتا ہے، نفع وضرر ہر ایک سے آگاہ ہے۔ ہر نفع سے نوازنے اور ہر نقصان سے بچانے کی قدرت رکھتا ہے۔ اسی لئے بصدق دل استخارہ کرنے والے کو اپنے انجام سے متعلق نہایت سکون واطمینان رہتا ہے۔ وہ اپنی تقدیر پر ہر حال میں راضی اور اپنے رب کا ہر حال میں شاکر ہوتا ہے حتی کہ اس وقت بھی جب نتیجہ بظاہر اس کی رغبت وخواہش کے برخلاف ہو کیونکہ حقائق کی معرفت اسے حاصل نہیں وہ اللہ ہی ہے جسے حوادث ونتائج کی حقیقتوں کا علم ہے۔ بسا اوقات ایک چیز انسان کی پسندیدہ ہوتی ہے لیکن اس میں خیر کے بجائے شر ہوتا ہے اور بسا اوقات کوئی چیز انسان کو ناپسند ہوتی ہے لیکن اس کی بھلائی اسی

میں پنہاں ہوتی ہے۔

اسی لئے عقل ودانش کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اپنے رب سے استخارہ کے بعد ہی کسی کام کے لئے قدم بڑھائے یا کسی کام سے قدم ہٹائے۔

الحمد للہ امت مسلمہ میں ایسے افراد کی کمی نہیں ہے جو اپنے دینی ودنیوی معاملات میں استخارہ اوررجوع الی اللہ کی تڑپ رکھتے ہیں لیکن کتاب وسنت کا صحیح علم نہ ہونے کی بنا پر بہت سی جہالتوں اور بدعات وخرافات کے شکار ہوجاتے ہیں۔ استخارہ کے نام پر اہل فریب نے اپنے رنگ برنگ جال بچھا رکھے ہیں۔ ایسے وقت میں ضرورت تھی کہ قرآن مجید اورسنت صحیحہ کی روشنی میں مسائل استخارہ کی وضاحت کی جائے اوراس سے متعلق پائے جانے والے فریبوں کے پردے چاک کئے جائیں۔

مذکورہ ضرورت کے پیش نظر۔۔ غالبًا ۱۹۹۷ء کی بات ہے۔۔ ہم نے شیخ عدنان عرعور شامی کی کتاب ''ثلاث صلوات مھجورات'' سے صلاۃ استخارہ کا اردو ترجمہ وتلخیص کیا تھا پھر اسے دائرۃ البحوث السّلفیہ کلیان مہاراشٹر نے اپنے زیر اہتمام شائع کیا تھا۔

پھر ہم نے محسوس کیا کہ اس کتاب میں اگر ترجمہ کی پابندی سے نکل کر بعض تبدیلیاں کردی جائیں تو کتاب پہلے سے کہیں زیادہ مفید اور بہتر ہوجائے گی۔

چنانچہ ہم نے اسی کتاب کو دوبارہ از سرنو ترتیب دی جس سے وہ ترجمہ کے بجائے ایک مستقل کتاب بن گئی ہے اور اِن شاء اللہ اس طرح اس کی افادیت دوچند ہو جانے کی امید ہے۔

جدید ترتیب میں آپ مندرجہ ذیل خصوصیات محسوس کریں گے۔

۱۔ کتاب میں ترجمہ کی پابندی قطعی نہیں ہے۔ حسب ضرورت ترمیم، حذف واضافے، تقدیم وتاخیر اور ردو بدل سے کام لیا گیا ہے۔

۲۔ عربی کتاب سوال وجواب کے انداز میں تھی۔ اب سوالات ختم کر کے عناوین قائم کر دیئے گئے ہیں۔

۳۔ اصل عنوان کے بعد حسب ضرورت ذیلی سرخیاں بھی دی گئی ہیں تاکہ موضوع آسانی کے ساتھ ذہن نشین ہو جائے۔

۴۔ بعض مشکل مضامین کو آسان کرنے کی خاطر نقشہ کے ذریعہ اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

۵۔ دقیق علمی اور اجتہادی مسائل حذف کر دیئے گئے ہیں۔

۶۔ احادیث کی نئے سرے سے تحقیق کی گئی ہے اور صحت وضعف سے متعلق شیخ البانی رحمہ اللہ کی رائے پر اعتماد کیا گیا ہے نیز ان کی کتابوں کے حوالے دے دیئے گئے ہیں۔

۷۔آیات واحادیث اور دعاؤں کی تشکیل کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔

۸۔نماز، روزہ جیسے عجمی الفاظ سے گریز کرکے ان کے بدلے عربی شرعی اصطلاحات مثلاً صوم وصلاۃ ہی کو باقی رکھا گیا ہے۔

۹۔کتاب کے شروع میں موضوعات کی فہرست دے دی گئی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد ان تمام بزرگان اور احباب کے شکرگذار ہیں جن کا تعاون کسی بھی شکل میں اس کتاب کے منظر عام تک لانے میں رہا ہے اور دعا گو ہیں کہ یہ رسالہ مسلمانوں کے درمیان پھیلے ہوئے غلط افکار ونظریات اور تصورات وعقائد کی تصحیح میں بھر پور کردار ادا کرے اور اپنے مؤلف، مراجع، قاری اور ناشر ہرایک کے لئے ذخیرۂ آخرت اور میزان عمل کو وزنی کرنے کا وسیلہ بنے اور اللہ کے نیک بندوں میں فروغ عام اور قبولیت تام حاصل کرکے ان کی اصلاح ومنفعت کا ذریعہ ثابت ہو۔آمین

دعا گو

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

کاشانۂ خلیق۔اٹوابازار۔سدھارتھ نگر۔یوپی۔انڈیا

داعی احساء اسلامک سینٹر۔سعودی عرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استخارہ کا معنی:

استخارہ کا لغوی معنی ہے خیر کی رہنمائی طلب کرنا اور شرعی معنی ہے ایک مسلمان کا اپنے رب سے صلاۃ ودعا کے ذریعہ خیر کی رہنمائی اور خیر کا انتخاب طلب کرنا۔

شرعی استخارہ اوراس کی دلیل:

جب کوئی مسلمان کسی کام کا عزم وارادہ کرے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ اپنا کام شروع کرنے سے پہلے اپنے رب سے استخارہ کرے۔

استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ صلاۃ استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں صلاۃ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد دعاء استخارہ پڑھے۔

استخارہ کی دلیل نبی ﷺ کی وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری اور حدیث کی دیگر کتابوں میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے جس طرح ہمیں قرآن کی سورہ کی تعلیم دیتے۔ آپ فرماتے کہ تم میں سے کوئی شخص جب کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض کے علاوہ دو رکعتیں ادا کرے، پھر دعاء استخارہ پڑھے۔

(استخارہ کی حدیث کو امام بخاری اپنی جامع صحیح میں تین مقامات پر لائے ہیں:

١۔ کتاب الصلاۃ ، أبواب التطوع ، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی۔

٢۔ کتاب الدعوات ، باب الدعاء عند الاستخارۃ۔

٣۔ کتاب التوحید ، باب قول اللہ تعالی ﴿قل ھو القادر﴾۔

یہ حدیث سنن اربعہ میں بھی ہے جس کے حوالے حسب ذیل ہیں:

١۔ ابوداود: ج ٢ ص ٨٩، ح ١٥٣٨۔ کتاب الوتر، باب الاستخارہ۔

٢۔ نسائی: ح ٣٢٥٥۔ کتاب النکاح ، باب کیف الاستخارۃ۔

٣۔ ترمذی: ج ٢ ص ٣٤٥، ح ٤٨٠۔

أبواب الوتر، باب ماجاء فی صلاۃ الاستخارۃ۔

٤۔ ابن ماجہ: ج ١ ص ٤٤٠، ١٣٨٣۔

أبواب إقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا، باب ما جاء فی صلاۃ الاستخارۃ۔

نیز یہ حدیث مسند احمد (ج ٣ ص ٣٤٤، ح ١٤٧٤٨)، مسند بزار، مسند أبی یعلی، صحیح ابن حبان، سنن نسائی کبری، سنن بیہقی اور حدیث کی دیگر بہت سی کتابوں میں وارد ہے۔)

دعاءاستخارہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُکَ بِعِلْمِکَ ، وَأَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ ، وَأَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِيْمِ ، فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ [پھراس کام کا نام لے] خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ، وَمَعَاشِيْ، وَ عَاقِبَةِ أَمْرِيْ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِکْ لِيْ فِيْهِ ، اَللّٰهُمَّ إِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ، وَمَعَاشِيْ، وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ، وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ کَانَ، ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهِ.

[اے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ خیر کا سوال کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ طاقت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے ۔اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (اپنے کام کا نام لے) میرے لئے میرے دین ،میری معاش اور میرے کام کے جلد اور بہ دیر انجام میں بہتر ہے تو اسے میری قسمت میں کردے اور اسے میرے لئے آسان کردے پھر میرے لئے اس میں برکت فرما اور اگر تو جانتا ہے

کہ یہ کام میرے لئے میرے دین، میری معاش اور میرے کام کے جلد اور بہ دیر انجام میں برا ہے تو اسے مجھ سے ہٹا دے اور مجھے اس سے ہٹا دے اور میری قسمت میں بھلائی کر جہاں بھی ہو پھر مجھے اس پر راضی کر دے]۔(بخاری)

دعاء استخارہ کے الفاظ کی پابندی:

مخصوص دعاؤں کے الفاظ کی پابندی لازمی ہے اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی، اضافہ اور تقدیم و تاخیر جائز و درست نہیں۔

دعاء استخارہ کے الفاظ کی پابندی کی اہمیت حدیث استخارہ کے اندر صحابی کے اس قول سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ نبی ﷺ دعاء استخارہ کی تعلیم کا اہتمام قرآن کی کسی سورت کی تعلیم کی طرح کیا کرتے تھے۔

دعاء استخارہ یاد نہیں تو کیا کرے؟

اگر کسی شخص کو دعاء استخارہ یاد نہیں تو وہ کسی کاغذ میں لکھ کر یا کسی کتاب میں دیکھ کر پڑھ لے یا کوئی دوسرا شخص اسے تلقین کر دے اور وہ سن کر پڑھ لے۔

کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿لا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً إِلا وُسْعَهَا﴾ بقرہ/۲۸۶ (اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اس کی گنجائش ہے)

نیز ارشاد ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ تغابن/۱۶ (سو اللہ سے ڈرو جہاں تک تم سے ہو سکے)۔

مگر جو مسلمان یہ دعا یاد کر سکتا ہے اسے یہ دعا ضرور یاد کرنی چاہیئے کیونکہ اس میں خیر کثیر ہے۔ استخارہ کی ضرورت ایک مسلمان کو بار بار پڑتی رہتی ہے اگر اسے دعا زبانی یاد نہیں رہے گی تو اچانک کسی اہم کام کے لئے استخارہ کی شدید خواہش کے باوجود دعا یاد نہ رہنے کی بنا پر اسے استخارہ سے محروم رہنا پڑے گا اور یہ اس کے لئے بہت بڑی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہوگی!۔

جن کاموں کے لئے استخارہ مستحب ہے:

ایک مسلمان کو پیش آنے والے امور و معاملات کی حکم شرعی کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں۔ مندرجہ ذیل نقشہ سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

شمار	حکم شرعی	تعریف
۱	واجب	وہ عمل جس کا کرنا ضروری ہے اور جس کا چھوڑنے والا سزا کا مستحق ہے۔ اسی کا دوسرا نام فرض بھی ہے۔
۲	مستحب	وہ عمل جس کے کرنے پر ثواب ہے اور چھوڑنے پر گناہ نہیں۔
۳	مباح	وہ عمل جس کے کرنے پر کوئی ثواب نہیں اور چھوڑ دینے پر کوئی گناہ نہیں۔
۴	مکروہ	وہ عمل جس کے چھوڑنے پر ثواب ہے اور کرنے پر گناہ نہیں۔
۵	حرام	وہ عمل جس کا چھوڑنا ضروری ہے اور کرنے والا سزا کا مستحق ہے۔

واجب و مستحب اور مکروہ و حرام کے کرنے یا چھوڑنے پر استخارہ نہیں کیا

جائے گا کیونکہ واجب کا کرنا ضروری اور چھوڑنا سخت گناہ ہے ایسے ہی حرام کا چھوڑنا لازم اور کرنا سخت گناہ ہے۔

صوم وصلاۃ یا حج وزکاۃ کے لئے استخارہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ فرض وواجب ہیں اوران کی ادائیگی لازمی اورضروری ہے۔ایسے ہی شراب چھوڑنے یاوالدین کی نافرمانی ترک کرنے یا کسی دوسرے گناہ سے باز رہنے کے لئے استخارہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ کبیرہ کا ارتکاب حرام اور اس سے اجتناب ہر مسلمان پرفرض ہے۔

استخارہ صرف مباح کاموں کے لئے ہے مثلاً دنیوی اعمال ،سفر، وسائل وذرائع ،اختیاری اوقات ومقامات ،شرکت وتجارت وغیرہ۔

استخارہ ان واجب اور مستحب کاموں کے لئے بھی ہے جن میں بندہ کواختیار ہوتا ہے مثال کے طور پر بعض علوم کا طلب کرنا مستحب ہے اور بعض کا سیکھنا واجب ہے۔شرعی علم کا طلب کرنا واجب ہے اس لئے اس کے لئے استخارہ نہیں کیا جائے گا لیکن شرعی علم کس استاد سے حاصل کرے؟ کس شہر میں اورکس وقت جاکر حاصل کرے؟ان اختیاری امور کے لئے استخارہ کرنا ہوتا ہے۔

شرعی علوم کے سوا دیگر مستحب علوم کی نوعیت ،تعلیم کے وقت اور جگہ سے متعلق استخارہ کرنا ہے مثلا سائنس اختیار کرے یا ریاضی؟علم طب حاصل کرکے

ڈاکٹر بنے یا علم ہندسہ پڑھ کر انجینئر؟ علم ادارہ پڑھ کر منیجر بنے یا علم معیشت پڑھ کر ماہر اقتصادیات؟ کس شہر اور کس کالج میں ایڈمیشن لے؟ وغیرہ۔

حج ایک واجب عبادت ہے لہٰذا خود حج کرنے یا نہ کرنے سے متعلق استخارہ نہیں کرنا ہے البتہ حج کس کے ساتھ جائے؟ کس ذریعہ اور کس سواری سے جائے؟ کس وقت سفر کا آغاز کرے؟ ان امور سے متعلق استخارہ کرنا ہے۔

نکاح واجب ہے لہذا خود نکاح کرنے یا نہ کرنے سے متعلق استخارہ نہیں کرنا ہے البتہ مردوں اور عورتوں کے انتخاب میں اختیار ہے اس لئے کسی مخصوص عورت سے یا کسی مخصوص مرد سے نکاح کے لئے استخارہ کیا جائے گا۔ ایسے ہی تاریخ و وقت کی تحدید و تعیین کے لئے بھی استخارہ کیا جائے گا۔

دو واجب اکٹھا ہونے کی صورت میں کسی ایک کی تعیین کے لئے بھی استخارہ کرنا ہے مثال کے طور پر شادی اور حج۔ کسی شخص کے پاس صرف ایک کا خرچہ ہے، اب وہ پہلے شادی کرے یا پہلے حج کرے اس کے لئے استخارہ کر لے۔

بسا اوقات استخارہ ان مستحب کاموں کے لئے بھی ہوتا ہے جن میں کسی طرح کا خطرہ، کسی نقصان کا اندیشہ اور کسی خرابی و مصیبت کا احتمال ہو جیسے خون کا عطیہ دینا وغیرہ۔

استخارہ کے فوائد:

استخارہ کے بہت سے منافع وفوائد ہیں۔ ہم ذیل میں چند کا ذکر کرتے ہیں۔

❶ ایک عبادت کی انجام دہی:

استخارہ کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ ایک عبادت کی ادائیگی ہو جاتی ہے۔اس کے لئے بندہ دو رکعتیں صلاۃ ادا کرتا ہے پھر اللہ کے سامنے اپنی کمزوری و بے بسی، ذلت وناتوانی اور عاجزی ومجبوری کا اظہار اور اس کی مہربانی،لطف وکرم اور فضل واحسان کا طالب اور بہتر چیز کے انتخاب کا سوالی ہوتا ہے۔اگر استخارہ میں یہی ایک فائدہ ہوتا تو وہ بھی ایک عظیم فائدہ تھا کیونکہ اس کے ذریعہ توحید الوہیت کے تقاضوں کی تکمیل ہوتی ہے۔

❷ تقاضائے توحید پر عمل درآمد:

استخارہ کا دوسرا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کے تقاضوں پر عمل درآمد ہوتا ہے۔استخارہ بندہ کی طرف سے اس بات پر ایمان محکم کا اعلان ہے کہ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہی جملہ امور کی کنجیاں ہیں۔وہ آسمان وزمین کے غیب کا عالم ہے۔اپنے بندے کے لئے خیر کو پسند کرتا اور نفع بخش چیزوں کو اس کے لئے منتخب فرماتا ہے۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں: دعاء استخارہ اللہ کے وجود، اس کے صفات کمال، ارادہ وعلم وقدرت اوراس کی ربوبیت کےاقرار پرمشتمل ہے۔ نیز اس دعامیں اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے تمام امورکی سپردگی، اسی سے مدد کی طلب، اسی پر توکل واعتماد، اپنے نفس پر بے اعتمادی اور اللہ کے سوا ہر قوت وطاقت سے بیزاری کا اعلان ہے۔ ایسے ہی اس دعا میں بندہ کا اپنی مصلحت سے ناواقفیت، اس پر قدرت اوراس کےارادہ سے عاجزی کا اعتراف بھی ہےاورساتھ ہی اس بات کا اقرار ہے کہ یہ تمام چیزیں اس کے رب کارساز، خالق کائنات اورمعبود برحق کے ہاتھ میں ہیں۔

❸ اللہ پرتوکل ورضا بالقضاء:

استخارہ کا تیسرا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے بندہ کا اللہ پرتوکل اوراس کے فیصلہ پررضامندی کا اظہار ہوتا ہے۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں: جب بندہ اپنا معاملہ اپنے رب کےحوالہ کردیتا ہے اور اس کے اختیار وانتخاب پر راضی ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی اسے قوت وعزیمت اورصبرعطا کرکےاس کی مددفرماتا ہے۔ اورخوداختیاری کی صورت میں درپیش خطرات وآفات سے تحفظ عطاکرتاہے۔ نیز اسےاپنے اختیارکاحسن انجام دکھاتا ہے جو اسےخوداختیاری کی صورت میں نہ مل سکتا تھا۔

❹ ذہنی کشمکش سے نجات:

استخارہ کا چوتھا اہم فائدہ یہ ہے کہ حیرت وتردد، جسم وجان کو کمزور کردینے والے ذہنی تناؤ اور کشمکش سے انسان کو راحت ملتی ہے۔ استخارہ کے ذریعہ ایک آدمی صبح وشام کے ادھیڑ بن، اندازوں اور تدبیروں سے فرصت پا جاتا ہے کیونکہ اگر وہ تقدیر پر راضی رہا تو تقدیر کے فیصلے اس کے پاس اس حال میں پہنچتے ہیں کہ وہ تعریف کے قابل، شکریہ کے لائق اور لطف وعنایت کا مستحق ہوتا ہے ورنہ اس کی اپنی تدبیروں اور ساری تکان کے باوجود اس پر تقدیر کا فیصلہ جاری ہونا ہی ہے۔

اللہ کے فیصلوں پر اطمینان ورضا وہ عظیم نعمت ہے جس کا احساس صرف اہل ایمان ہی کر سکتے ہیں۔ اس میں جہاں ایک طرف اجر عظیم ہے وہیں دوسری طرف غموں کا مداوا، دلوں کا چین وسکون اور ذہن ودماغ کی راحت بھی ہے۔

❺ توفیق الٰہی:

استخارہ کا پانچواں اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالی کی طرف سے بندہ کے لئے خیر کا انتخاب ہوتا ہے۔ ضلالت وگمراہی سے نجات ملتی ہے اور حق وصداقت کی رہنمائی وہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اور درحقیقت یہ وہ فائدہ ہے جس کے اندر دو عظیم نعمتیں ہیں:

ا۔دعا کی قبولیت۔یہ بندہ کی صالحیت کی دلیل ہے بشرطیکہ استدراج نہ ہو۔
(یعنی گناہوں کے باوجود اللہ کی طرف سے مہلت اور ڈھیل نہ ہو)۔

۲۔اللہ کی توفیق وہدایت۔

استخارہ سے قبل چند توجہ طلب امور:

چونکہ استخارہ دعا کے مشابہ بلکہ مخصوص انداز کی ایک دعا ہے اس لئے جو اعمال دعا کی قبولیت میں معاون ہیں انھیں اعمال کی بنا پر استخارہ کی قبولیت کی امید بھی بڑھ جاتی ہے لہٰذا استخارہ کرنے سے قبل مندرجہ ذیل چند امور پر خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔

① ۔اخلاص:

اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت زیادہ پسند ہے کہ بندہ اپنی حاجت وضرورت کو اسی کے سامنے پیش کرے اور اس کے ساتھ اپنی دعا میں کسی کو شریک نہ کرے۔ اس کے برخلاف شرک اور مشرکین اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں۔

اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے:﴿وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ اعراف/۲۹
(اور اس کو پکارو اپنی عبادت اسی کے واسطے خالص رکھتے ہوئے)۔

رسول ﷺ نے فرمایا ہے:''جب تم مانگو تو اللہ ہی سے مانگو''۔

(احمد وترمذی وحاکم،صحیح الجامع/۷۹۵۷)

② ۔قبولیت کا یقین:

اللہ تعالیٰ پر کلی اعتماد اور صدق دل سے دعا باب قبولیت کو وا کرنے میں مفید ترین چیز ہے۔اس کی دلیل نبی ﷺ کی وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ سے قبولیت کا مکمل یقین رکھتے ہوئے دعا کرو اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور بے توجہ دل کی دعا نہیں سنتا''۔

(ترمذی و حاکم، صحیح الجامع ۲۴۵)

③ ۔تقوی:

اللہ کا تقوی و پرہیزگاری، اس کا خوف وخشیّت، اس کے سامنے عجز و نیاز، گریہ وزاری، رجوع و انابت اور توبہ و استغفار دعا کی قبولیت میں بڑی اہمیت کے حامل اعمال ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى﴾ طہ/۱۳۲ (اور نیک انجام پرہیزگاری ہی کا ہے)

④ ۔رضا بالقضاء:

واقع ہونے سے پہلے اور بعد ہر وقت اللہ کے قضا وقدر سے راضی رہنا چاہیے۔ نبی ﷺ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا مانگا کرتے تھے۔آپ کہتے: وَأَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَآءِ (صحیح نسائی ۳/ ۵۴) اے اللہ! میں تجھ

سے تیرے فیصلہ پر رضا کا سوالی ہوں۔

استخارہ کے بعد شرح صدر:

شرعی استخارہ کے بعد بندہ کا کام صرف یہ ہے کہ جو عمل کرنا چاہتا ہے اللہ پر مکمل توکل واعتماد کے ساتھ اس کا پختہ عزم کرے۔ نیت وعمل میں خلوص پیدا کرے۔ بلا کسی تردد، پس وپیش اور خوف وجھجک کے اسے کر گذرے۔ خواہ شرح صدر، قلبی میلان اور کسی ایک جانب دل کا جھکاؤ حاصل ہو یا نہ ہو اور خواہ یہ شرح صدر استخارہ سے پہلے ہی موجود رہا ہو۔ کیونکہ استخارہ کا شرح صدر سے کوئی تعلق نہیں بلکہ استخارہ کا تعلق محض اللہ سبحانہٗ کی طرف سے آسانی پیدا فرمانے اور توفیق کی نوازش سے ہے۔

بسا اوقات ممکن ہے کہ کسی کام کے لئے اسے شرح صدر حاصل ہو لیکن اللہ تعالیٰ اس کام کو اس کے لئے پسند نہیں کرتا اس لئے اس میں آسانی نہیں پیدا فرماتا خواہ بندہ اس کا اقدام کر چکا ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی کام کے لئے شرح صدر حاصل نہیں ہوتا لیکن اللہ بندہ کے لئے اس کام کو پسند کرتا ہے اس لئے اسے میسر اور مقدر کرتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ الطلاق ۳/
(اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ رکھے تو وہ اس کو کافی ہے)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾ آل عمران/۱۵۹ (پھر جب آپ قصد کر چکیں تو پھر اللہ پر بھروسہ کریں۔ بے شک اللہ تعالی توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَو صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْراً لَّهُمْ﴾ محمد/۲۱ (پھر جب تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں اللہ سے تو ان کا بھلا ہے)۔

یہاں مسئلہ سے متعلق دو چیزیں ہیں:

۱۔صدق مع اللہ اور یقین اور دعاء استخارہ کی قبولیت کی شرطوں کی تکمیل۔

۲۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کے استخارہ کی قبولیت۔

جب یہ دونوں چیزیں حاصل ہوگئیں تو شرح صدر ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔کسی مخلوق کے بس میں نہیں کہ اگر اللہ تعالی کوئی خیر دینا چاہے تو وہ روک سکے یا اللہ نے کوئی برائی مقدر کی ہو تو اسے پھیر سکے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَإِن يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيْبُ بِهِ مَن يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ یونس/۱۰۷ (اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی راحت

پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں۔ وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے مبذول فرمادے۔ وہ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے)۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض اہل علم کا قول ہے کہ ''شرح صدر ہونے کے باوجود ایسا کام نہ کرے جس کی پختہ خواہش استخارہ سے پہلے ہی تھی''۔

یہ بات غلط ہے کیونکہ استخارہ کے معاملہ میں بندہ یا اس کی خواہش یا اس کے شرح صدر کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق صرف اللہ کے علم اور فعل سے ہے۔ معاملہ تقدیر کا اٹل ہے خواہ وہ بندہ کی خواہش اور پسند کے مطابق ہو یا اس کے برخلاف ہو۔

رہی انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس کے الفاظ یہ ہیں: ''پھر اس چیز کی طرف دیکھ جو تیرے دل میں آگے بڑھ جاتا ہے کیونکہ اسی میں خیر ہے''۔ تو اسے ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے اور وہ سخت ضعیف ہے لہٰذا قابل استدلال نہیں۔ (ملاحظہ ہو ضعیف الجامع ر۷۳۵)

قلبی میلان کے باوجود استخارہ:

کسی کام کے لئے پہلے سے قلبی میلان پائے جانے کے باوجود استخارہ کرنا مستحب ہے کیونکہ استخارہ ایک دعا ہے جس میں بندہ اللہ تعالی سے یہ سوال کرتا

ہے کہ وہ جس کام کا ارادہ کر رہا ہے اگر اس کے حق میں خیر ہے تو رب کریم نا دیدہ اسباب کے ذریعہ اسے آسان کر دے اور اگر یہ کام اس کے حق میں شر ہے تو اپنے علم وقدرت سے نا دیدہ اسباب کے ذریعہ اسے پھیر دے۔

بسا اوقات آدمی کسی چیز کو اپنے لئے پورا کا پورا خیر سمجھتا ہے اور اس کے نفع بخش ہونے کا یقین رکھتا ہے حالانکہ اسی میں اس کا نقصان اور خسارہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس کبھی آدمی کسی کام کو اپنے لئے شر سمجھتا ہے حالانکہ اسی میں اس کے لئے خیر پنہاں ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان طبعی طور پر صرف ظاہری چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اشیاء کی حقیقتیں اور اعمال کے نتائج تو غیب ہیں جو اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر رب کریم نے استخارہ مشروع فرمایا تا کہ انسان کو جس خیر کا علم نہیں اللہ تعالی اپنے علم وقدرت سے اسے انسان کے لئے آسان فرمائے اور انسان کو جس شر ومصیبت کا علم نہیں اللہ تعالیٰ اسے دور فرمائے اور پھر اپنی تقدیر کے فیصلہ پر اسے اطمینان ورضا سے نوازے۔

اگر کوئی سچا مومن ہے تو اللہ کے فیصلہ پر سدا مطمئن اور راضی ہوگا بظاہر وہ فیصلہ اس کے حق میں چاہے جتنا ناپسندیدہ ہو۔

مراحل استخارہ:

استخارہ کے مراحل حسب ذیل ہیں:

۱۔کسی کام کا ارادہ

۲۔استخارہ

۳۔مشورہ

۴۔اللہ پر توکل

۵۔اپنے عزم وارادے کے مطابق عمل

استخارہ اور خواب:

بعض لوگوں کا یہ تصور ہے کہ استخارہ کے بعد بذریعہ خواب صحیح موقف کی رہنمائی ہو جاتی ہے۔لیکن یہ تصور سراسر غلط ہے۔اس کا حقیقت سے ادنیٰ بھی تعلق نہیں کیونکہ ایسا نہ ہی سنت نبوی سے ثابت ہے، نہ ہی صحابۂ کرام سے اور نہ ہی ائمۂ دین سے۔

استخارہ کے بعد آدمی اپنا عمل کر گذرے۔ وہ جو کچھ کرے گا تقدیر کے مطابق ہی ہوگا کیونکہ جسے جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہی راستے بھی آسان کر دیئے گئے ہیں۔

اگر استخارہ کے بعد کوئی خواب نظر بھی آیا تو اس سے متعلق یہ فیصلہ کرنا

آسان نہیں کہ یہ خواب رحمٰن کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے یا نفسانی خیالات کی بنا پر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''خواب تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک اللہ کی طرف سے بشارت۔ دوسرے نفسانی خیالات۔ تیسرے شیطانی تخویف''۔ (ترمذی و ابن ماجہ، صحیح الجامع ۳۵۳۳/)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک شیطان کی طرف سے ڈراؤنا خواب تاکہ آدمی کو رنجیدہ وغمزدہ کردے۔ دوسرا جو کچھ آدمی اپنی بیداری میں سوچتا ہے اسے اپنے خواب میں دیکھتا ہے اور تیسرا جو نبوت کے چھیالیسویں حصہ میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ، صحیح الجامع ۳۵۳۴/)

بہرکیف خواب بھی شرح صدر اور میلان قلب ہی کی طرح ہے۔ تینوں کا حکم یکساں ہے۔ تینوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ البتہ کبھی کوئی خواب ارادۂ الٰہی کے مطابق آسانی یا معاملہ پھیرنے کی خاطر اللہ کے مقدر کئے ہوئے اسباب میں سے ہوسکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ اور جیسا کچھ چاہتا ہے مقدر فرماتا ہے۔

ایک کام کے لئے متعدد بار استخارہ:

ایک کام کے لئے متعدد بار استخارہ کیا جاسکتا ہے، دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ صلاۃ استخارہ ایک دعا ہے اور دعا میں الحاح و اصرار اور تاکید و تکرار مستحب ہے خواہ مخصوص دعا ہو یا غیر مخصوص۔

۲۔ استخارہ کو بار بار دہرانے کے لئے یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ آپ ﷺ جب بھی کوئی دعا فرماتے تین بار دہراتے۔ (متفق علیہ)

حدیث مذکور میں اگرچہ ایک وقت میں دعا کی تکرار مراد ہے مگر وہ دعا جس کے ساتھ صلاۃ بھی مسنون ہے جب دعا کی تکرار کی جائے گی تو ظاہر ہے کہ صلاۃ کی بھی تکرار ہوگی۔

۳۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول مروی ہے کہ آپ نے کعبہ جلنے کے بعد فرمایا تھا: اگر تم میں سے کسی کا گھر جلا ہوتا تو اس کی تجدید کئے بغیر راضی نہ ہوتا تو پھر تمھارے رب کے گھر کی کیا بات ہے! میں تین بار استخارہ کروں گا پھر اپنی رائے پر پختہ عزم کروں گا۔ (صحیح مسلم ۹۷۰/۲/۱۳۳۳)

۴۔ نوافل کی کئی قسمیں ہیں اور ان کے تکرار کا شرعی حکم بھی الگ الگ ہے۔ ذیل میں نوافل کی بعض قسموں اور ان کی تکرار کا ایک نقشہ دیا جا رہا ہے جس سے مسئلہ سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

شمار	نفل کی نوعیت	شرعی حکم
۱	تعبد محض جیسے وتر اور فجر کی دو رکعتیں	ان کی تکرار قطعاً جائز نہیں
۲	تعبد کے ساتھ کسی سبب سے مربوط جیسے تحیۃ المسجد	جب جب سبب پایا جائے گا اس کی تکرار ہوگی۔
۳	مخصوص صفت کے ساتھ حاجت والی نفل جیسے صلاۃ استسقاء اور استخارہ	جمہور اہل علم اس کی تکرار کے جواز کے قائل ہیں۔

ایک وضاحت:

واضح رہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث جس سے عموماً تکرار کے جواز پر استدلال کیا جاتا ہے سخت ضعیف ہے۔اس کے الفاظ اس طرح ہیں: **يا أنس إذا هممت بأمر فاستخر ربك فيه سبع مرات ...** الحديث (رواہ ابن السنی ،ضعیف الجامع ۶۳۵۷) [اے انس ! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اپنے رب سے سات مرتبہ استخارہ کرو۔]

ائمہ وحفاظ نے حدیث مذکور کو بالاتفاق ضعیف قرار دیا ہے۔

متعدد کاموں کے لئے ایک ہی استخارہ:

اگر کوئی شخص دو یا اس سے زیادہ کاموں کے لئے ایک ہی استخارہ کرنا چاہتا ہے تو اگر وہ دونوں یا متعدد معاملات باہم دگر مربوط ہیں تو ان کے لئے ایک استخارہ کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔مثال کے طور پر کسی عورت سے نکاح اور وقت نکاح اور مہر کی قیمت کے بارے میں، یا کسی کے ساتھ کاروبار میں شرکت اور شرکت کے لئے مقررہ رقم کے بارے میں، یا کسی ملک کے لئے سفر، وسیلۂ سفر اور رفقاء سفر کے بارے میں۔

لیکن اگر وہ دونوں یا متعدد معاملات الگ الگ ہیں اور ان کا باہم کوئی تعلق نہیں تو افضل یہی ہے کہ ہر ایک کام کے لئے الگ الگ مخصوص استخارہ ہو لیکن اگر

وقت تنگ ہے یا کوئی دوسری مجبوری ہے تو کئی کاموں کے لئے ایک ہی استخارہ کرنے میں حرج نہیں۔ واللہ أعلم

وقتِ استخارہ:

استخارہ کے لئے کوئی متعین یا مخصوص وقت نہیں۔ اسے کسی بھی وقت ادا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص دعا کی قبولیت کے اوقات میں استخارہ کا قصد کرے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ استخارہ حاجت اور دعا والی نفل ہے۔

جن اوقات میں دعا کی قبولیت کی امید زیادہ ہوتی ہے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ رات کے سہ پہر

۲۔ اذان اور اقامت کے درمیان

۳۔ جمعہ کے دن

۴۔ بارش ہوتے وقت

۵۔ صوم کی حالت میں

۶۔ سفر کی حالت میں

۷۔ عرفہ کے دن

۸۔ شب قدر

ممنوعہ اوقات میں استخارہ:

ممنوعہ اوقات میں صلاۃ استخارہ پڑھنے کی اجازت اگرچہ بعض اہل علم دیتے ہیں کیونکہ وہ بھی ایک سبب سے مربوط ہے اور سببی صلاتوں مثلاً تحیۃ المسجد وغیرہ سے متعلق راجح مسئلہ یہی ہے کہ ممنوعہ اوقات میں ان کا پڑھنا درست ہے لیکن شک واختلاف سے بچتے ہوئے اگر کوئی شخص ممنوعہ اوقات میں صلاۃ استخارہ نہ پڑھے تو بہتر ہے۔

ممنوعہ اوقات مندرجہ ذیل ہیں:

۱)۔سورج کے عین نکلنے کے وقت یہاں تک کہ بلندی پر آ جائے۔

۲)۔جب سورج ٹھیک بیچ آسمان میں ہو۔

۳)۔سورج کے عین غروب ہونے کے وقت یہاں تک کہ ڈوب جائے۔

۴)۔صلاۃ فجر کے بعد سے سورج طلوع ہو جانے تک۔

۵)۔صلاۃ عصر کے بعد سے سورج غروب ہو جانے تک۔

کام سے کتنے پہلے استخارہ کرنا چاہئے؟

اس کے لئے کوئی متعین وقت نہیں ہے۔بس اتنا ہے کہ کام شروع کرنے سے پہلے اور ارادہ کرنے کے بعد استخارہ کرنا چاہئے۔لیکن اگر کوئی شخص اپنے کام میں لگ چکا ہے مثلاً اس نے شادی کا پیغام دیا یا اپنے منگیتر کو دیکھا پھر اسے

استخارہ یاد آیا تو بھی اس کے لئے استخارہ کر لینا مستحب ہے کیونکہ ابھی تک یہ کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا ہے۔

اگر صلاۃ استخارہ کی ادائیگی چھوٹ جائے تو خیر کی دعا بار بار اللہ تعالی سے کرتے رہنا چاہئے۔

صلاۃ استخارہ کی سورتیں:

صلاۃ استخارہ میں کسی مخصوص سورت کی تلاوت ثابت نہیں لہٰذا اس کے لئے کسی سورت کی تخصیص ایک خودساختہ بدعت قرار پائے گی اور نا قابل قبول ومردود ہوگی۔

صلاۃ استخارہ کے بعد دعا بھول گیا تو کیا کرے؟:

اگر کوئی شخص صلاۃ استخارہ کے بعد دعاء استخارہ پڑھنا بھول جائے تو اگر وہ مصلی سے اٹھ کھڑا ہوا یا وضوٹوٹ گیا تو اسے صلاۃ استخارہ کی دو رکعتیں دوبارہ پڑھنا ہوگا لیکن اگر اسے مصلی سے اٹھنے سے پہلے ہی یاد آجائے اور ابھی وضوبھی سلامت ہے تو دعا پڑھ لینا کافی ہے۔

فرض یا سنت مؤکدہ کے بعد دعاء استخارہ:

فرض صلاۃ کے بعد دعاء استخارہ پڑھنے سے استخارہ کی سنت ادا نہیں ہوگی

کیونکہ نبی ﷺ نے پوری صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض صلاۃ کے سوا دو رکعتیں پڑھے پھر دعاء استخارہ پڑھے۔ جیسا کہ حدیث گذر چکی ہے۔

البتہ جہاں تک سنت مؤکدہ کا تعلق ہے تو حدیث کے ظاہری الفاظ عام ہیں لٰہذا فرض کے سوا ہر صلاۃ کے بعد استخارہ کیا جا سکتا ہے خواہ سنت مؤکدہ ہو یا کوئی اور نفل۔ البتہ استخارہ کے لئے الگ سے مستقل دو رکعتوں کا پڑھنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔

صلاۃ کے بغیر صرف دعاء استخارہ:

اگر کوئی مجبوری ہو یا وقت تنگ ہو تو صرف دعا پر اکتفا کرنا جائز ہے جیسے کہ بارش طلب کرنے کے لئے نبی ﷺ نے کبھی صرف استسقاء کی دعا کی ہے جب کہ بارش طلب کرنے کے لئے مسنون اور مکمل طریقہ آپ نے یہ سکھایا ہے کہ دو رکعتیں صلاۃ پڑھ کر استسقاء کی دعا کی جائے۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ صرف دعا سے استخارہ کی کامل سنت ادا نہیں ہوگی۔

استخارہ ایک دعا ہے:

استخارہ ایک دعا ہے اور جس طرح بعض دعائیں بارگاہ الٰہی میں مقبول اور

بعض مسترد ہو جاتی ہیں یہی اس کا بھی معاملہ ہے۔

دعا رد ہونے کے مختلف اسباب ہیں:

ا۔کبھی آدمی کے اندر موجود کسی مانع اور رکاوٹ کی بنا پر دعا رد ہو جاتی ہے جیسا کہ ''قبولیت دعا کے موانع'' کے عنوان سے ابھی ہم اس کا ذکر کر رہے ہیں۔

۲۔کبھی گناہوں کے کفارہ کے لئے دعا قبول نہیں ہوتی۔

۳۔کبھی بندہ کی آزمائش کے لئے دعا کی قبولیت روک دی جاتی ہے تا کہ یہ دیکھا جا سکے کہ وہ مایوس ہو کر بیٹھ جاتا ہے یا رب کا دروازہ بار بار کھٹکھٹا تا رہتا ہے۔صبر و رضا اپنا وصف بناتا ہے یا شکوہ و گلہ کا طریق اختیار کرتا ہے۔

قبولیت دعا کے موانع:

دعا کی قبولیت کے موانع مندرجہ ذیل ہیں:

① حرام کمائی:

اگر کسی شخص کی کمائی میں حرام شامل ہے، اس نے کسی کا حق غصب کیا ہے، سودی لین دین کیا ہے، رشوت لی ہے، ظلم کیا ہے، فریب دیا ہے، تجارتی یا صنعتی معاہدوں کو پورا نہیں کیا ہے یا کسی اور راستہ سے حرام مال کمایا ہے تو اللہ تعالی اس کی دعا قبول نہیں کرے گا۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ پاکیزہ ہے اور صرف پاکیزہ چیزوں کو

ہی قبول فرماتا ہے۔اس نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جس کا رسولوں کو حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ مومنون/۵۱ (اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل صالح کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو میں جانتا ہوں)۔ نیز فرمایا: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ بقرہ/۱۷۲ (اے ایمان والو! جو ہم نے تم کو روزی دی ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ)۔

پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر میں ہے، غبار آلود اور پراگندہ بال ہے، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر اے رب! اے رب! پکارتا ہے۔حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام اور اس کی پرورش حرام غذا سے ہوئی ہے۔کہاں سے اس کی دعا قبول ہوگی؟''۔(صحیح مسلم)

② ظلم وگناہ کی دعا:

استخارہ یا کوئی بھی دعا اگر ظلم و گناہ کے بارے میں ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے یہاں رد کردیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''زمین پر جو بھی مسلمان جیسی بھی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے یا اس سے اسی جیسی کسی مصیبت کو ٹال دیتا ہے جب تک کہ وہ گناہ یا رشتہ توڑنے کی دعا نہ کرے۔ یہ سن کر حاضرین میں سے ایک

شخص نے کہا: تب تو ہم بکثرت دعا کریں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی بکثرت قبول فرمانے والا اور بکثرت عطا کرنے والا ہے"۔

(رواہ الترمذی وحسنہ، صحیح الجامع)

③ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کوتاہی:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دینے سے بھی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔امر بالمعروف یعنی بھلائیوں کا حکم دینا اور نہی عن المنکر یعنی برائیوں سے روکنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔اپنے گھر میں، اہل وعیال میں، دوست واحباب اور خویش واقارب میں اپنی طاقت کے مطابق حکمت کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی ہر مسلمان پر لازم ہے۔البتہ کسی برائی سے روکتے ہوئے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس سے روکنے کے نتیجہ میں اس سے بڑی برائی پیدا نہ ہو جائے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور بھلائی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالی تم پر اپنے پاس سے عذاب بھیج دے پھر تم اس سے دعا کرو گے اور تمھاری دعا قبول نہیں ہوگی"۔(أحمد، ترمذی، صحیح الجامع ۷۰۷۰)

④ دعا میں تجاوز:

دعا میں حد سے تجاوز اللہ تعالی کو پسند نہیں ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿أُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ اعراف/٥٥

(پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''عنقریب ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو دعا میں تجاوز کرے گی''۔ (أحمد وأبو داود، صحیح الجامع /٣٦٧١)

دعا میں تجاوز کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثال کے طور پر چیخ چیخ کر دعا کرنا، تکلف اور تصنع کرنا، غیر مشروع وسیلہ یا دیگر کوئی بدعت اختیار کرنا۔

دعا میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو شریک کرنا یا اللہ کے سوا اس کے کسی بندے پیر و فقیر اور شیخ و ولی کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنا سب سے بدترین قسم کا تجاوز ہے جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک نا قابل معافی گناہ ہے۔

⑤ غفلت و بے توجہی:

ایسے شخص کی بھی دعا قبول نہیں ہوتی جو اللہ سے غافل، اس کے دین سے بے پروا، اس کے حکموں کو فراموش کرنے والا اور اس کی ممنوعات کا مرتکب ہو۔ جب تک آرام وراحت اور فارغ البالی ہو اللہ کی نافرمانی کرے اور جب مصیبتوں اور بلاؤں میں گرفتار ہو جائے تو یارب یارب چلائے۔

رسول رحمت ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس کو یہ بات خوش آئند ہو کہ مصیبت

اور شدت کے وقت اللہ تعالی اس کی دعا قبول کرے تو اسے فراخی اور راحت کے وقت میں بکثرت دعا کرنی چاہیئے“۔ (ترمذی وحاکم، صحیح الجامع/٦٢٩٠)

نیز ارشاد ہے: ”تم اللہ سے قبولیت کا مکمل یقین رکھتے ہوئے دعا کرو، اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالی غافل اور بے توجہ دل کی دعا نہیں سنتا“۔
(ترمذی وحاکم، صحیح الجامع/٢٤٥)

⑥ شرعی احکام کی خلاف ورزی:

بعض شرعی احکام کی خلاف ورزی پر بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”تین قسم کے لوگ اللہ سے دعا کرتے ہیں مگر ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک ایسا شخص جس کی بیوی بد خلق ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی کو مال (قرض) دیا اور اس پر گواہ نہیں بنایا۔ تیسرا وہ شخص جس نے اپنا مال کسی بے وقوف کو دیا جب کہ اللہ تعالی نے فرما دیا ہے:
﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمْ﴾ نساء/٥ (تم بیوقوفوں کو اپنا مال مت دو)“۔
(رواہ الحاکم وصححہ ووافقہ الذہبي والطحاوي وغیرہما۔ السلسلۃ الصحیحۃ ٤/٤٢٠)

واضح رہے کہ آیت میں بیوقوفوں سے مراد اپنے بیوی بچے ہیں۔ اگر انھیں مالی معاملات میں تصرف کا صحیح شعور نہیں ہے تو اپنا مال ایسے نادانوں کے حوالے کرنا نہ صرف پچھتانے کا باعث ہوگا بلکہ دعا کریں گے تو دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔

استخارہ اور خسارہ:

استخارہ کرنے والا درحقیقت کبھی خسارہ سے دوچار نہیں ہوتا کیونکہ صلاۃ استخارہ کی توفیق خود ایک عظیم کامیابی اور گراں قدر نعمت ہے جس کے بیشمار دینی ودنیوی فوائد ہیں جن میں سے بعض کا ذکر پچھلے صفحات میں کیا جا چکا ہے۔

لیکن بعض حضرات اپنی حسب خواہش نتائج نہ پانے کی صورت میں یہ شکوہ کرتے ہیں کہ استخارہ کے باوجود وہ خسارہ کے شکار اور ناکامی سے دوچار ہوئے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ظاہر کی ہر عطا ونوازش باطن میں بھی خیر نہیں ہوتی اور ایسے ہی ہر ظاہری محرومی اپنی حقیقت کے اعتبار سے شر نہیں ہوتی۔ ظاہر کی بنیاد پر بسا اوقات آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اسے کامیابی نہیں ملی حالانکہ وہ پوری کامیابی سے سرفراز ہوتا ہے اور کبھی آدمی یہ سمجھتا ہے کہ وہ ناکام ونامراد ہوگیا حالانکہ اسی میں اس کے لئے خیر تھا۔

انسان کی نظر فقط ظاہری امور تک محدود اور باطنی حقیقت سے غافل ہوتی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يَعْلَمُوْنَ ظَاهِراً مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ روم/۷ (وہ دنیاوی زندگی کی ظاہری چیزوں کو جانتے ہیں)۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فوائد (صفحہ۱۷۴) میں کیا خوب لکھا ہے:

''ایک بچہ کا مصلحت پسند، دردمند اور شفیق باپ جب اپنے بیٹے کے بدن

سے فاسد خون کے نکالنے میں مصلحت سمجھتا ہے تو اس کی جِلد اور رگوں کو کاٹتا ہے۔ گرچہ اس عمل سے بچہ کو سخت تکلیف پہنچتی ہے لیکن اگر باپ سمجھتا ہے کہ کسی عضو کو کاٹ دینے سے ہی شفا حاصل ہوگی تو اس عضو کو کاٹ دیتا ہے۔ یہ سب کچھ اپنے بیٹے کے ساتھ رحمت وشفقت کی وجہ سے کرتا ہے۔ ایسے ہی اگر ایک باپ اپنے بیٹے کی مصلحت اس کا خرچ روک لینے میں سمجھتا ہے تو خرچ روک لیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خرچ دیتے رہنا اس کی خرابی اور بگاڑ کا باعث ہے۔ ایسے ہی ایک شفیق باپ اپنے بچہ کو بہت سی خواہشات کی تکمیل سے روک دیتا ہے، صرف بچہ کی مصلحت اور اس کی بھلائی کی خاطر، نہ کہ بخل کی وجہ سے۔

تو احکم الحاکمین، ارحم الراحمین اور اعلم العالمین جو اپنے بندوں پر خود ان کی ذات اور ان کے ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے جب انھیں کسی ناپسندیدہ کام میں مبتلا کرتا ہے تو یہ ان کے حق میں مبتلا نہ کرنے سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اللہ کی طرف سے ان کا خیال رکھنے، ان پر احسان کرنے اور ان پر لطف وکرم کرنے کا یہی تقاضا ہے۔ اگر بندوں کو اپنے معاملات خود اختیار کرنے کی آزادی دے دی جائے تو وہ علم وارادہ اور عمل کے اعتبار سے اپنی مصلحتوں کی انجام دہی سے عاجز رہ جائیں گے۔ لیکن خود اللہ سبحانہٗ نے اپنے علم وحکمت اور رحمت کے بموجب ان کے امور کی تدبیر کا ذمہ لے لیا ہے خواہ انھیں پسند ہو یا نہ ہو۔

اللہ تعالی کے اسماء وصفات پر یقین رکھنے والے اس بات کو خوب سمجھتے ہیں اسی لئے وہ اللہ تعالی کے کسی فیصلہ پر اعتراض نہیں کرتے۔ البتہ جو اس کی ذات اور اسماء وصفات سے ناآشنا اور جاہل ہیں، ان سے یہ حقیقت مخفی ہے۔ اسی لئے وہ اللہ کی تدبیر کے ساتھ تنازعہ، اس کی حکمت میں عیب جوئی اور اس کے فیصلہ پر سرتسلیم خم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اس کے حکم کا اپنی فاسد عقول، اپنی باطل آراء اور اپنی ظالمانہ سیاستوں سے مقابلہ ومعارضہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے رب کی معرفت اور اپنے مصالح کے حصول دونوں سے محروم ہیں۔ واللہ الموفق۔

جب بندہ کو یہ معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ آخرت سے پہلے ہی دنیا کے اندر ایک ایسی جنت میں بستا ہے جس کی نعمتیں صرف آخرت کی جنت ہی کے مشابہ ہوسکتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے رب سے راضی رہتا ہے اور رضا ہی دنیا کی جنت اور عارفوں کی راحت ہے۔ ایسا بندہ اپنے اوپر جاری تقدیر کے ہر فیصلہ کو بطیّب خاطر گوارہ کرے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ بعینہ وہ چیز ہے جسے اللہ نے اس کے لئے اختیار کیا ہے۔ اسی طرح وہ اللہ کے دینی احکام پر بھی مطمئن ہوگا۔ اور یہی مطلب ہے حدیث ذَاقَ طَعْمَ الْأَيْمَانِ ... کا۔ اور جسے یہ چیز نہ مل سکی اسے ایمان کا مزہ نہ مل سکا۔

[مکمل حدیث اس طرح ہے: ذَاقَ طَعْمَ الْأَيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا

وَبِالْأِسْلامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلاً (صحیح مسلم)[اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین مان کر اور محمد ﷺ کو رسول مان کر راضی ہوگیا]۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لا تَعْلَمُوْنَ﴾ البقرہ/۲۱۶ (شاید کہ تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمھارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمھارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ﴾ شوری/۲۷ (اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق فراخ کردے تو وہ زمین میں فساد پھیلا دیں)۔''

بسا اوقات کوئی شخص تجارت کے لئے استخارہ کرتا ہے لیکن اسے تجارت میں خسارہ ہوجاتا ہے تو وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اسے کامیابی نہیں ملی حالانکہ وہ یہ نہیں سوچتا کہ اگر اس نے استخارہ نہ کیا ہوتا تو شاید اس سے بھی زیادہ مصائب ومشکلات کا شکار ہوا ہوتا جس کا اسے علم نہیں ہے مگر اللہ تعالی نے اسے ان مصائب سے محفوظ رکھ کر اس کے لئے صرف وہی خسارہ مقدر کیا جو اس کے سامنے ظاہر ہوا۔

کبھی کوئی شخص شادی کے لئے استخارہ کرتا ہے پھر اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں کامیابی نہیں ہوئی بلکہ کبھی طلاق تک کی نوبت آجاتی ہے لیکن اگر اس نے استخارہ نہ کیا ہوتا تو شاید اس سے بڑھ کر مصیبتیں اور پریشانیاں ہوتیں جنھیں اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے دعاءِ استخارہ قبول فرما کر بندہ سے ٹال دیا۔

علامہ ابن قیم اپنی کتاب فوائد (صفحہ۱۷۲) میں رقمطراز ہیں:

''ایک شخص اپنی بیوی کو اس کی کسی صفت کی بنا پر ناپسند کرتا ہے حالانکہ اسے روکے رکھنے میں وہ خیر کثیر ہے جس کا اسے علم نہیں۔ اسی طرح وہ کسی عورت کو اس کی کسی صفت کی بنا پر پسند کرتا ہے حالانکہ اسے روکے رکھنے میں ایسا شر کثیر ہے جسے وہ نہیں جانتا۔

انسان اپنے خالق کے بتائے ہوئے وصف کے مطابق ظلوم وجهول ہے یعنی بڑا ہی ظالم اور نہایت ہی نادان ہے۔ لہٰذا اسے اپنے نفع ونقصان کا معیار اپنا میلان، اپنی محبت ونفرت اور اپنی پسند وناپسند نہیں بنانا چاہیے۔ بلکہ اس کا معیار وہی ہونا چاہیے جو اللہ تعالی نے اپنے امر ونہی کے ذریعے اس کے لئے اختیار کردیا ہے۔ چنانچہ اپنے ظاہر وباطن میں ہر اعتبار سے علی الاطلاق سب سے زیادہ نقصان دہ اور ضرررساں کام رب کی معصیت ونافرمانی ہے''۔

اللہ کی رحمت اور دعا کی قبولیت سے مایوسی نیز اللہ کے فیصلہ پر عدم رضا ہرگز

نہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ کمال توحید کے منافی ہے۔ اسی طرح قبولیت کی مدت کو طویل نہ سمجھنا چاہیئے اور یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ ایسا کہنے پر واقعی دعا قبول نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ اللہ کی تقدیر پر اعتراض اور اس سے آگے بڑھنے کی کوشش ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حقیقت حال سے صرف اللہ تعالی ہی آگاہ ہے۔ خالق کی تدبیر اپنی مخلوق کے لئے خود ان کی اپنی تدبیر سے بہتر ہے۔ خالق کی تدبیر بندہ کے گمان سے بہتر ہے۔ بندہ کو اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیئے۔ اس پر سچا یقین کرنا چاہیئے۔ اس کے احکام پر سر تسلیم خم، اس کی تقدیر پر صبر اور اس کے فیصلوں پر راضی ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالی اپنے بندے کے لئے ہر حال میں خیر ہی مقدر کرتا ہے۔ جب بندہ ایمان کے اس درجہ کو پہنچ جائے تو یہ مقام اس کے لئے تمام دنیوی اغراض اور مادی مقاصد سے زیادہ فائدہ مند ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے مومن پر تعجب ہے کہ اللہ تعالی اس کے لئے جو بھی فیصلہ کرتا ہے اس کے لئے خیر ہی ہوتا ہے''۔ (أحمد، صحیح الجامع/٣٩٨٥)

اور صہیب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کا ہر کام اس کے لئے خیر ہوتا ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل

ہے۔اگر اسے نعمت وخوشحالی نصیب ہوتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے خیر ہے اور کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ اس کے لئے خیر ہوتا ہے''۔

(صحیح مسلم ج۴/ص ۲۲۹۵/ح۲۹۹۹)

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں: جب ابلیس آکر یہ کہے کہ تم کتنی دعائیں کرتے ہو مگر ایک بھی قبول نہیں ہوتی تو اس سے کہو: میں دعا کے ذریعہ عبادت کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جواب مل رہا ہے البتہ میری کسی مناسب مصلحت کی بنا پر تاخیر ہوسکتی ہے۔اگر دعا کا جواب نہ ملا تو کیا ہوا عبادت وتذلل تو حاصل ہی ہے۔(صید الخاطر/۲۹۵)

عبادت وتذلل کا نفع ہر قسم کے دنیاوی مقاصد ومفادات کے حصول سے بڑھ کر ہے۔ہاں! اگر بندہ محسوس کرتا ہے کہ اس کی دعائیں قبول نہیں ہورہی ہیں اور اس کے اعمال بے توفیق ہیں تو اسے اپنے نفس کا محاسبہ اور اپنے اعمال پر نظر ثانی کرنا چاہئے۔اپنے دین میں استقامت اختیار کرنا چاہئے اور اپنے رب کی اطاعت وفرماں برداری میں مزید لگ جانا چاہئے۔ایک مرد مومن سے یہی توقع ہے۔

دعا کی قبولیت میں کچھ موانع آڑے آسکتے ہیں جنھیں بندہ لاشعوری طور پر بے علم وارادہ کررہا ہوتا ہے۔مثلاً وہ اپنے رب سے غافل ہو، یا اس پر ایمان

ضعیف ہو، یا اس کے کھانے میں حرام کی آمیزش ہو، یا اس کی آمدنی میں کوئی شبہ ہو، یا وہ کوئی ظلم وزیادتی کر رہا ہو، یا کسی گناہ کا ارتکاب کر رہا ہو، لہذا اسے اپنے نفس کا مراجعہ اور اپنے حالات کی چھان پھٹک کرنی چاہئے۔اس لئے کہ نافرمانی اور معصیت کے کام انسان کے لئے اس کے مقصد تک پہنچنے میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں اور غفلت دعا کی قبولیت کے سامنے ایک حجاب ہوتی ہے۔

استخارہ اور مشورہ:

استخارہ کرنے والے کو کسی ایسے شخص سے مشورہ بھی کرنا چاہئے جس کی نیکی، ہمدردی و خیر خواہی، معاملہ فہمی اور خوش تدبیری کا اسے علم ہو۔ یہ مشورہ استخارہ سے پہلے اور بعد کبھی بھی کیا جا سکتا ہے۔ دونوں میں قطعی کوئی تعارض نہیں۔استخارہ اللہ سے ہوتا ہے اور مشورہ بندوں سے۔

بڑا قدیم محاورہ ہے: ''مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ''
(استخارہ کرنے والے کو ناکامی نہیں اور مشورہ کرنے والے کو ندامت نہیں)

استخارہ ایک ایمانی کام ہے اور مشورہ ایک سببی عمل۔ دونوں میں قطعاً کوئی تعارض نہیں۔ جیسے دل کے ذریعہ اللہ پر توکل رکھنا اور اعضاء کے ذریعہ ان اسباب کو اختیار کرنا جنھیں اللہ نے مقاصد تک پہنچنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ دین اسلام میں یہی مشروع طریقہ ہے۔

رہا اسباب کو ترک کر دینا تو یہ توکل نہیں بلکہ اسلام اس کا سختی سے منکر ہے۔ البتہ اللہ پر توکل چھوڑ کر صرف اسباب پر اعتماد کر لینا شرک ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾ آل عمران/۱۵۹ (اور ان سے مشورہ لیں کام میں۔ پھر جب آپ قصد کر چکیں تو اللہ پر بھروسہ کریں۔ بے شک اللہ تعالی توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔

اس ایک ہی آیت کے اندر اللہ تعالی نے دونوں چیزوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔ ایک اسباب کا اختیار جو مشورہ سے حاصل ہوتا ہے، دوسرے اللہ پر توکل جو ایک ایمانی عمل اور مومنوں کے لئے ایک وصف کمال ہے۔

ایمان وعمل اور روح و مادہ دونوں میں توازن اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اسلام کی عظمت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ بکثرت اپنے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا کرتے تھے بلکہ کبھی کبھی اپنی بیویوں سے بھی مشورہ فرمایا کرتے۔ آپ ﷺ کا اپنے صحابہ سے معرکۂ احد، غزوۂ خندق، بدر کے قیدیوں اور دیگر بہت سے معاملات میں مشورہ کرنا ثابت ہے۔

استخارہ کے دیگر طریقے:

استخارہ کی صلاۃ ودعا کے مذکورہ طریقہ کے علاوہ استخارہ کا کوئی دوسرا شرعی طریقہ نہیں ہے۔استخارہ کے جو دیگر طریقے لوگوں میں رائج اور معروف ہیں وہ سب غیرشرعی، خودساختہ، ایجاد بندہ اور مبتدعانہ طریقے ہیں اور ساتھ ہی شرعی طریقہ سے اعراض اور دوری کا باعث بھی ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ''**إِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ**''
(مسند أحمد، أبوداود، ترمذی، ابن ماجہ، صحیح الجامع ۲۵۴۹/)

(اپنے آپ کو دین میں ایجاد کردہ نئ چیزوں سے بچاؤ)۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کوئی بدعت پیدا ہوتی ہے تو ایک سنت مرجاتی ہے۔

چند بدعی استخارے

ہم ذیل میں چند بدعی استخارے ذکر کر رہے ہیں تاکہ لوگ بے خبری کی بنا پر ان کے شکار نہ ہو جائیں بلکہ ان کی حقیقت سے آگاہ ہو کر ان سے دوری ومہجوری اور گریز اختیار کریں۔

۱۔ کچھ لوگ مصحف (قرآن مجید) کھول کر استخارہ کرتے ہیں۔ مصحف کھولنے پر اگر آیت عذاب سامنے آجائے تو اسے ممانعت تصور کرتے ہیں اور اپنے ارادہ وعمل سے باز آجاتے ہیں اور اگر آیت رحمت سامنے آجائے تو اسے نیک شگون مانتے ہوئے اپنا ارادہ وعمل انجام دیتے ہیں۔

۲۔ بعض لوگ قرآن مجید کے بجائے ایسی کتابیں کھول کر استخارہ کرتے ہیں جنھیں وہ بزعم خویش مقدس ومتبرک تصور کرتے ہیں مثلا دیوان حافظ یا مثنوی مولانا روم وغیرہ۔

۳۔ کچھ لوگ کسی شیخ یا پیر کے پاس جاتے ہیں اور اس سے استخارہ کی درخواست کرتے ہیں۔ پھر وہ شیخ استخارہ کر کے انھیں جواب دیتا ہے کہ وہ کام ان کے لئے مناسب ہوگا یا غیر مناسب۔ کبھی وہ اپنے جواب کی بنیاد کسی خواب پہ رکھتا ہے۔ کبھی یوں ہی اپنی رائے بتلاتا ہے اور کبھی دجل وفریب اور شعبدہ بازی

کے دیگر طریقے اپناتا ہے۔

۴۔ کچھ لوگ تسبیح کے دانوں سے استخارہ کرتے ہیں۔ اگر ان کی گنتی کا خاتمہ طاق پر ہوتا ہے تو اپنا کام کرڈالتے ہیں اور اگر ان کی گنتی کا خاتمہ جفت پر ہوتا ہے تو اپنا کام نہیں کرتے۔

مذکورہ سارے طریقے بدعت اور حرام ہیں۔ رسول رحمت ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہیں۔ اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے: ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَالَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ﴾ شوری/۲۱ (کیا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنھوں نے ایسے احکام دین ان کے لئے مقرر کردیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

[جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود اور ناقابل قبول ہے]۔

دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ (صحیح مسلم)

[جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پہ ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے]۔

۵۔ کچھ لوگ رنگوں، پرندوں، آوازوں، کلمات، جگہوں، وقتوں اور دنوں سے استخارہ کرتے ہیں یعنی کسی کو سعد اور کسی کو نحس مانتے ہیں۔ انھیں نیک شگونی اور بدشگونی کا باعث سمجھتے ہیں۔

استخارہ کی یہ قسم انتہائی خطرناک ہے۔ یہ شرک کا دروازہ ہے۔ استخارہ کی اس صورت میں آدمی اپنا معاملہ اللہ کے قضاء وقدر کے بجائے دوسری چیز پر معلق کرتا ہے۔ یہ ایک شرکیہ اور شیطانی عمل ہے جسے اہل جاہلیت دین سمجھ کر کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ أَوْ تَسَحَّرَ أَوْ تُسُحِّرَ لَهُ (طبرانی، صحیح الجامع ۵۴۳۵)

[وہ ہم میں سے نہیں جو بدشگونی لے یا اس کے لئے بدشگونی لی جائے، یا کہانت کرے یا اس کے لئے کہانت کی جائے، یا جادوگری کرے یا اس کے لئے جادوگری کی جائے]

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ (سنن اربعہ، صحیح الجامع ۳۹۶۰)

[بدشگونی لینا شرک ہے]۔

نیز فرمایا: مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ۔

(أحمد، طبرانی، صحیح الجامع ۶۲۶۴)

[جس کو بدشگونی اس کی ضرورت سے لوٹا دے اس نے شرک کیا]۔

۶۔ کچھ لوگ استخارہ کی خاطر کاہنوں، جادوگروں، دست شناسوں [ہاتھ کی لکیریں دیکھنے والوں] اورعرافین [نجومیوں وغیرہ] کے پاس جاتے ہیں۔

یہ صورت استخارہ کی سب سے بدترین صورت ہے۔ یہ اللہ عظیم کے ساتھ شرک اور ایک کفریہ عمل ہے۔ مذکورہ اشخاص کے پاس جانے والے مستقبل کا حال معلوم کرنے کے لئے ان کے پاس جاتے ہیں۔ مستقبل کا حال علم غیب کا ایک حصہ ہے جو صرف اللہ سبحانہ کو معلوم ہے۔ جو شخص خود اپنے واسطے یا کسی اور کے واسطے علم غیب کا دعوی کرے وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''جو عراف [نجومی وغیرہ] یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا''۔

(أحمد، حاکم، صحیح الجامع ۵۹۳۹/)

ایسے لوگوں کو جنھوں نے کبھی نجومیوں، کاہنوں یا دست شناسوں سے اپنی قسمت کا حال معلوم کیا ہو یا فال نکالا ہو جلد از جلد اللہ سبحانہ سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔ کیونکہ انھوں نے ایک ایسے کفریہ عمل کا ارتکاب کیا ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

احادیث استخارہ کی تحقیق

❶ **من سعادة ابن آدم استخارته الله ، ومن سعادة ابن آدم رضاه بما قضى الله، ومن شقوة ابن آدم تركه استخارة الله ومن شقوة ابن آدم سخطه بما قضى الله عزوجل.**

ترجمہ:

اللہ سے استخارہ کرنا اور اس کے فیصلہ پر راضی رہنا آدمی کی سعادت ہے۔اور اللہ سے استخارہ نہ کرنا اور اس کے فیصلہ پر ناراض ہونا آدمی کی بدبختی ہے۔

درجۂ حدیث:

یہ حدیث ضعیف ہے۔

تخریج حدیث:

اس کو امام احمد (۱/۱۶۸) ترمذی (۴۵۵۴) حاکم (۱/۵۱۸) بزار (۱/۳۵۹) اور ابن عساکر (۶/۲۲۳/۱) نے قریب قریب الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔اسی طرح یہ حدیث ابویعلی (۲/۶) بزار (۱/۳۵۹) منذری (۱/۴۷۹) اور ہیثمی (۲/۲۸۴) کے یہاں بھی موجود ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ للألبانی ۴/۳۷۷)

❷ ما خاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد.

ترجمہ:

جس نے استخارہ کیا ناکام نہ ہوا، جس نے مشورہ کیا نادم نہ ہوا اور جس نے میانہ روی اختیار کی محتاج نہ ہوا۔

درجۂ حدیث:

یہ حدیث موضوع و من گھڑت ہے۔

تخریج:

اس کو طبرانی نے اوسط و صغیر (۲/۱۷۵) میں اور قضاعی (۲/۷) نے روایت کیا ہے۔ اس میں عبدالقدوس نامی ایک راوی ہے جو حدیثیں گھڑتا تھا۔
اس کی ایک اور سند تاریخ بغداد للخطیب (۳/۵۴) میں ہے مگر اس میں بھی کئی راوی مجہول ہیں۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ للألبانی ۲/۷۸)

❸ اللهم خر لي واختر لي

ترجمہ:

اے اللہ میرے لئے بہتری فرما اور میرے لئے اختیار کر دے۔

درجۂ حدیث:

یہ حدیث ضعیف ہے۔

تخریج:

اس کو امام مروزی نے (۵/۵۳۵/۳۵۱۱) روایت کیا اور ضعیف قرار دیا ہے۔
اسی طرح ترمذی نے سنن أبی بکر (ح ۴۴) میں اور ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ (ح ۵۹۷) میں اور ابویعلی نے (۱/۴۶) اور ابن عدی (۲۳۶/۳) نے روایت کیا ہے۔ اس روایت میں زنفل نامی ایک راوی ضعیف ہے۔ اسی بنا پر حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۸۴/۱۱) میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ للألبانی ۲۵/۴)

خلاصۂ کتاب

جب ایک مسلمان کسی کام کا ارادہ کرے، یا اسے کوئی دنیاوی عمل انجام دینا ہو، یا وہ کسی اختیاری مستحب یا واجب کی نیت کرے، یا ایک سے زیادہ واجب یا مستحب میں تعارض ہو اور ترجیح کی ضرورت درپیش ہو کہ کسی ایک کو مقدم کرے اور دوسرے کو موخر، تو ایسے کاموں کے لئے استخارہ کی نیت سے دو رکعتیں صلاۃ ادا کرے اور سلام پھیرنے کے بعد دعاءِ استخارہ پڑھے۔ پھر کسی دیندار، معاملہ فہم اور خوش تدبیر آدمی سے مشورہ کرے۔ پھر شرح صدر ہونے نہ ہونے سے قطع نظر، جیسا بھی چاہے پختہ عزم وارادہ کرے اور اللہ پر کما حقہٗ توکل کر کے جو بھی کرنا چاہے کر گذرے۔

سدا اللہ کی تقدیر پر راضی رہے، خواہ یہ تقدیر بظاہر کتنی ہی ناپسندیدہ ہو کیونکہ اگر اس نے استخارہ نہ کیا ہوتا تو ممکن تھا کہ مصائب ومشکلات اس سے بھی بڑھ کر ہوتے۔

والحمد لله رب العالمين وصلى الله على نبينا وسلم